بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

حیات مسیح علیہ السلام کے فتاویٰ پر بحث

دنیا کے خاتمہ کے قریب اور قیامت کے قائم ہونے سے قبل ایک بہت ہی غیر معمولی واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔ اگرچہ اس سلسلے میں قرآن و حدیث و اجماع امت کے دلائل موجود ہیں، لیکن ماضی میں مرزا قادیانی، اور حال میں بعض تجدد پسند غامدی جیسے لوگ کے ہتکنڈوں سے محفوظ کرنے کیلئے تائیدی طور پر دنیا بھر کے عرب و عجم کے علما و مشائخ سے حیات مسیح علیہ السلام کے فتاویٰ حاصل کرنے والی ایک عہد ساز شخصیت فاتح قادیانیت، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شب روز کی انتھک محنتوں کا ثمر و تفصیلی روائیداد بقلم حضرت مولانا منظور چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ 17 جولائی 1994 اتوار قارئین کیلئے پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

سہیل باوا

ختم نبوت اکیڈمی، لندن

حضرت مولانا منظور چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

سن 64 کی بات ہے کہ میرے مربی اور شفیق استاد حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ قائد جمعیت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ اور شیر سرحد حضرت غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ قاہرہ میں مجلس بحوثِ علمیہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے اجلاس میں تشریف لے جارہے تھے۔ راقم نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ جامعہ ازہر کے ریکٹر شیخ شلتوت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک فتویٰ ہے جس سے قادیانیوں کے نظریہ وفات مسیح کی تائید ہوتی ہے۔ قادیانیوں نے اس فتویٰ کو مختلف زبانوں میں بڑے وسیع پیمانہ پر اشاعت کر کے گمراہی پھیلانے کی کوشش کی ہے، کیونکہ جامعہ ازہر کا عوام الناس پر بہت بڑا علمی رعب اور دبدبہ ہے۔ اس لئے لوگ اس فتویٰ سے متاثر ہو رہے ہیں۔ آپ حضرات چونکہ مصر تشریف لے جارہے ہیں وہاں سے اس فتویٰ کی تردید حاصل کرنے کی کوشش فرمادیں۔ میں نے بطور

ثبوت شیخ محمود شلتوت کے فتویٰ کی چند کاپیاں جو ربوہ سے شائع ہوئی تھیں وہ بھی حضرت کو پیش کیں اور بڑا اصرار کیا کہ آپ اس کی تردید میں وہاں کے مشائخ سے فتویٰ حاصل کریں۔ تاکہ عوام کو اس گمراہی سے بچایا جاسکے۔ مجھے ان ایام میں مصر کے مفتی اعظم شیخ حسنین مخلوف صاحب کا ان کی تفسیر " صفوۃ البیان لمعانی القرآن" میں سے ایک مختصر فتویٰ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ وفات کی تردید اور ان کے متعلق رفع و نزول کے عقیدہ کی صراحت تھی۔ نیز ان مفتی صاحب کا قادیانیوں کے متعلق تکفیر کا واضح فتویٰ موجود تھا مل گیا۔ میں نے مفتی اعظم مصر کا فتویٰ کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کردیا تھا۔ لیکن میں چاہتا تھا، کہ شیخ شلتوت کی تردید میں علماء مصر کا کوئی واضح فتویٰ مل جائے۔ ویسے شیخ شلتوت مصر کا ایک تجدید پسند ملحد انسان تھا اور بقول حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہ مصر کا پرویز تھا اس کے مطبوعہ فتویٰ میں پچاس سے زائد ایسے مسائل ہیں جن میں اس نے "اجماع امت" سے اختلاف کیا ہے۔ مثلاً وہ بینک کے سود کو جائز سمجھتا تھا۔ اس کی اپنی داڑھی نہ تھی اور داڑھی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ داڑھی کو لباس مانند سمجھتا تھا۔ جس ملک میں داڑھی رکھنے کا رواج ہو وہاں رکھی جائے جہاں منڈوانے کا رواج وہاں منڈوانی چاہیے، اس کے بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ اگر آج داڑھی منڈوانے کے دور میں ہوتے تو وہ بھی داڑھی منڈواتے۔ اسی طرح راگ رنگ اور گانے کو جائز سمجھتا تھا۔ اس کے رد میں ایک مصری عالم نے ایک کتاب لکھی ہے جو بعد میں مجھے دستیاب ہوئی اس کا نام ہے "الاعلام فیما خالف الشلتوت بائمۃ الاعلام"، کراچی میں مجلس علمی کی لائبریری میں موجود ہے، اور میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اس میں مصنف نے ان تمام مسائل کا رد کیا۔ جن میں شیخ شلتوت نے اجماع امت کے خلاف کیا ہے، اور بقول حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے استاد علامہ زاہد الکوثری حنفی، جو کثیر التصانیف مصر کے بڑے مشہور عالم ہیں۔ انہوں نے شیخ شلتوت کے وفات مسیح کے نظریہ کے رد میں ایک مستقل کتاب "نظرۃ عابر فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الاخرہ" تحریر کی ہے، جو بڑی علمی کتاب ہے، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کتاب کی تعریف فرمایا کرتے تھے، جو ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اہل علم نے شیخ شلتوت کی ملحدانہ آراء سے صرف اتفاق نہیں کیا بلکہ کھلی کھلی تردید کی ہے جو مجھے بعد میں دستیاب ہوئی۔ سن 64 میں ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی پہلی بار حج کی سعادت سے بہرور فرمایا مکہ مکرمہ حرم شریف میں

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات بھی ہوئی۔ میں نے حضرت سے دریافت کیا کہ شلتوت کے رد میں وہاں سے کوئی چیز حاصل ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں۔ فرمایا کہ وہاں اکثر علماء اگرچہ شیخ شلتوت کے نظریات سے متفق نہیں ہیں، لیکن چونکہ وہ اب اکثر علماء کا استاد ہے، اس لیے وہ اس کے رد میں لکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ حضرت نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اس سلسلہ میں حرمین شریفین سے فتویٰ حاصل کریں۔ کیونکہ ہمارے لوگوں کی جس قدر عقیدت و محبت حرمین شریفین اور ان کے علما سے ہے وہ مصر اور اس کے علماء سے نہیں ہے، حضرت کی صائب رائے تھی مجھے پسند آئی۔ چنانچہ راقم نے حضرت سے مشورہ سے ایک سوال مرتب کیا اور وہ حرمین شریفین کے علماء کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تمام علماء نے کہا کہ آپ پہلے شیخ عبدالعزیز بن باز سے فتویٰ حاصل کریں، وہ اس وقت مملکت سعودی عرب کے مفتی بھی تھے اور مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے۔ حج کے ایام میں وہ مکہ مکرمہ تشریف لائے ہوئے تھے، میں نے وہ سوال شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا، شیخ نے اپنی مصروفیات کا عزر کیا اور فرمایا کہ مدینہ منورہ جا کر جواب لکھوں گا، بندہ بھی حج کے بعد مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاء و کرامتہ بغرض زیارت روانہ ہو گیا۔ وہاں حاضر ہو کر وہ سوال مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کے علماء کی خدمت میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی کے بڑے امام شیخ عبدالعزیز بن صالح جو کہ وہاں کے چیف جسٹس بھی تھے۔ انہیں بھی پیش کیا، انہوں نے بھی فرمایا کہ شیخ بن باز جو لکھیں گے ہم تائید و تصدیق کر دیں گے۔ آپ فتویٰ ان سے حاصل کریں چنانچہ راقم پورا ڈیڑھ ماہ اس فتویٰ کے حصول کی خاطر مدینہ منورہ میں مقیم رہا۔ ہمارے حضرات علماء اکرام مایوس تھے کہ میں یہ فتویٰ حاصل کر سکوں گا؟ میرے مشفق اور عربی استاد حضرت مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدنی بھی ناامید تھے لیکن راقم پورے عزم و استقلال کے ساتھ اپنے مقصد پر ڈٹا رہا۔ شیخ کو کبھی جا کر یونیورسٹی میں ملتا اور کبھی صبح ان کے گھر جا کر ان کے ساتھ ناشتہ کرتا۔ شیخ بکرہ، کل کا فرما دیتے میں وعدہ مطابق پھر حاضر ہو جاتا۔ آخر شیخ کو میں نے مجبور کر دیا۔ تنگ ہو کر کہنے لگے کہ آپ اپنے ملک واپس چلے جائیں۔ میں جواب وہاں بھیج دوں گا، راقم نے عرض کیا کہ میں نے تو اپنا جہاز ہی چھوڑ دیا ہے فتویٰ حاصل کئے بغیر میں ملک واپس نہیں جا سکتا۔ ڈیڑھ ماہ کی مسلسل تگ و دو کے بعد شیخ نے مفصل فتویٰ تحریر کر دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء راقم جب اپنے مقصد کا فتویٰ لینے میں کامیاب ہو گیا تو میری خوشی کی انتہاء نہ رہی اور اس خوشی کا اندازہ وہ کر

سکتا ہے جو کسی مقصد میں سر گرداں رہا ہو، اور پھر مایوسی کے بعد اسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو جائے۔ سب سے پہلے میں نے وہ فتویٰ اپنے استاد شیخ الحدیث مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا آپ بہت خوش ہوئے، اور بہت دعائیں دی پھر فرمایا کہ لاؤ میں بھی دستخط کر دوں اگر چہ میں مفتی نہیں لیکن قادیانی دجال کے کفر کا جو فتویٰ اس فہرست میں، میں چاہتا ہوں کہ میرا نام بھی شامل ہو جائے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وہ فتویٰ لے کر اس پر دستخط ثبت فرمادیئے پھر مسجد نبوی کے دیگر بعض مدرسین اور علماء کے دستخط کرائے، مغرب کی نماز کے بعد مسجد نبوی کے بڑے امام شیخ عبد العزیز بن صالح کے مکان پر حاضر ہوا۔ انہیں خوشخبری دی کہ فتویٰ حاصل ہو گیا انہوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا پھر فرمایا، کہ سناؤ میں نے پورا فتویٰ پڑھ کر سنایا، فرمایا فتویٰ تو درست ہے لیکن میں دستخط نہیں کر سکتا، میں نے عرض کیا کہ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر شیخ بن باز صاحب فتویٰ تحریر کر دیں تو میں دستخط کر دوں گا اب حسب وعدہ دستخط فرمادیں، کہنے لگے مجھے بڑا تعجب ہے انہوں نے کیسے فتویٰ تحریر کر دیا؟ میں نے کہا کہ جیسے بھی ہے انہوں نے تحریر کر دیا ہے اب آپ دستخط فرمادیں، جب میں نے بہت مجبور کیا تو فرمایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارا ایک فتویٰ آپ کے ملک میں گیا تھا اور وہ فتویٰ جو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے غلام احمد پرویز کے خلاف کفر کا حاصل کیا تھا اس پر آپ کی حکومت نے ہماری حکومت سے احتجاج کیا تھا، کہ آپ ہر کسی فتویٰ کا جواب نہ دیا کریں، بلکہ سرکاری ذریعہ سے جو استفتاء آئے آپ صرف اسی کا جواب دیا کریں۔ آپ جا کر سرکاری ذریعہ سے بھجوائیں تو میں تب تحریر کر دوں گا، مجھے تعجب ہے شیخ بن باز نے ان صریح ہدایات کے باوجود آپ کو فتویٰ کیسے تحریر کر دیا ہے۔ بہت کوشش کی لیکن بہت احتیاط پسند اور تابع فرمان تھے دستخط نہ کیئے۔ فرمایا اس خطبہ جمعہ میں یہ مسئلہ بیان کر دوں گا۔ مکہ مکرمہ میں آکر اس فتویٰ پر مکی علمائے و مدرسین کے بھی دستخط کرائے، حرم مکی کے امام شیخ محمد عبد اللہ بن السبیل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی چند سطور تائیدی طور پر تحریر فرمادیئے۔ شیخ علوی ابن عباس مالکی جو کہ مکہ مکرمہ بلکہ مملکت سعودیہ میں مالکی مذہب کے بہت بڑے عالم اور شیخ الحدیث تھے۔ انہوں نے اپنا علیحدہ فتویٰ تحریر کر دیا، جسے راقم نے المنبر وغیرہ مختلف رسائل میں شائع کرادیا، سید حسن مشاط مکی وہ بھی مالکی مسلک کے بڑے عالم تھے انہوں نے بھی اس پر تائیدی دستخط فرمادیئے تھے۔ راقم یہ فتویٰ حاصل کر کے واپس پاکستان آگیا، اور فوری طور پر شیخ بن باز کا یہ فتویٰ چند تائیدی دستخطوں کے ساتھ اہم

ترین فتویٰ ’’حیات مسیح کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے‘‘ کے نام سے شائع کر دیا۔ رسالہ کی صورت میں مستقل اشاعت کے علاوہ پاکستان ہندوستان کے تقریباً تمام ہفت روزہ اور ماہانہ رسائل میں وسیع پیمانہ پر اس فتویٰ کی اشاعت کر کے مصر کے شیخ شلتوت کے فتویٰ کے اثرات کو الحمد اللہ زائل کرنے کی کوشش کی۔ اس تشہیر و اشاعت کے بعد میرے شیخ اور استاد محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الرحمن کیمبل پوری نے مجھے حکم فرمایا، کہ اس فتویٰ پر دیگر علماء اور مشائخ عظائم کی بھی تائیدات اور تصدیقات حاصل کریں، تو حضرت کے حکم کی تعمیل میں راقم نے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے اس دور کے تمام علماء و مشائخ سے جہاں تک میرے بس میں تھا ایک ایک کے پاس جا کر تصدیق و تائید حاصل کی۔ ایک ایک دستخط کے حاصل پر مجھے کس قدر محنت کرنی پڑی اور کتنے کتنے سفر کرنے پڑے اس کا کچھ صحیح اندازہ وہ لگا سکتا ہے جسے ایسے مرحلہ سے گزرنے کا اتفاق ہوا ہو۔ ان تمام تر تفصیلات کا احاطہ کرنا نہ اب میرے بس میں ہے، اور نہ اس کا چنداں فائدہ ہے بس اللہ تعالیٰ اس محنت کو اگر قبول فرمائے تو ساری محنت ٹھکانے لگ جائے گی۔ حضرت مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان سے جب ایک جلسہ میں حاضری کے موقع پر یہ استفتاء پیش کیا تو فرمایا کہ بھائی میں تو کراچی اور پشاور کے علماء کے درمیان میں ہوں، جب ان کے دستخط ہو جائیں گے تو پھر میں دستخط کر دوں گا۔ آخر کراچی اور پشاور کے علماء سے تصدیقات حاصل کرنے کے بعد موصوف سے تائید حاصل کی۔ شیخ الکل جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا غلام رسول خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایبٹ آباد کے جلسہ کے موقع پر یہ فتویٰ پیش کیا حضرت نے اپنے ضعف کی وجہ سے معذرت کی کہ میں تو اب دستخط بھی نہیں کر سکتا۔ جب مجبور کیا تو فرمایا کہ اچھا علیحدگی میں دستخط کر دیتا ہوں، حضرت کے ہاتھوں میں اس وقت رعشہ تھا فرمایا کہ آدمیوں کے سامنے دستخط نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے ایک گوشہ میں بیٹھ کر دستخط کئے جو آج بھی حضرت کے ہاتھوں کے رعشہ پر دلالت کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط حاصل کرنے کے لئے آپ کے خلفاء سے گزارش کی۔ قاضی عبد القادر مرحوم جھاوریاں، مفتی زین العابدین اور حضرت کے دیگر خدام سے عرض کیا کسی کو حضرت سے کہنے کی جرأت نہ ہوئی آخر خود ہی ہمت کر کے مدرسۃ العلوم الشرعیہ مدینہ منورہ میں حضرت سے گزارش کی۔ حضرت نے معذرت کر دی کہ میں مفتی نہیں ہوں۔ جب راقم نے بہت اصرار کیا اور حضرت

مولانا بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کیا، کہ انہوں نے تو خود مانگ کر دستخط کئے تھے کہ قادیانی دجال کے کفر کے فتویٰ پر جو علماء نے دستخط کئے ہیں اس فہرست میں میرا نام بھی ہونا چاہیے، یہ سن کر آپ نے خادم خاص حبیب اللہ صاحب کو فرمایا کہ بھائی میری طرف سے تائید و تصدیق لکھ دیں۔ راقم جس ہستی کے پاس بھی گیا تائید حاصل کئے بغیر واپس نہیں آیا۔ ہاں مسجد نبویؐ کے بڑے امام صاحب جن کا ذکر گزر چکا انہوں نے دستخط کرنا بوجوہ معذوری ظاہر کر دی، پھر مولانا مودودی صاحب دستخط کرنے سے کنی کترا گئے اس کی تفصیل کسی اور جگہ تحریر کر چکا ہوں، مولانا کے پاس یہ فتویٰ مولانا عبدالمالک صاحب ہزاروی جو ان دنوں ہمارے پاس مدرس تھے، اور آج کل منصورہ میں شیخ الحدیث ہیں کو دے کر بھیجا تھا اس وقت مولانا نے الیکشن کا عذر کیا کہ ایوب خان اور فاطمہ جناح کے درمیان الیکشن ہو رہا ہے ہم ایوب خان کے خلاف ہیں، اگر فتویٰ پر دستخط کر دیئے تو حکومت شاید ہمارے خلاف اسے بہانہ نہ بنا لے۔ جب الیکشن گزر گئے تو راقم پھر مولانا عبدالمالک کو ہمراہ لے کر خود اچھرہ انکی کوٹھی پر حاضر ہوا۔ مولانا نے زبانی تائید کی لیکن دستخط کرنے سے معذرت کر دی، کہ اس میں آپ کو بھی تکلیف ہو گی اور مجھے بھی۔ میں نے بہت اصرار کیا کہ نہ مجھے کوئی تکلیف ہو گی اور نہ آپ کو۔ فتویٰ شیخ بن باز کا ہے اور چند علماء کی تائید سے چھپا ہوا ہے، اور جب آپ تمام حضرات کے دستخط ہو گئے تو پھر چھپ جائے گا اگر گورنمنٹ کو زیادہ پریشانی ہوئی تو وہ اسے ضبط کر لے گی اور کیا کرے گی؟ پھر فتویٰ آپ کا نہیں سعودی عرب کے شیخ بن باز کا ہے دستخط پورے پاکستان کے علماء کے ہو چکے ہیں آپ کو اس میں کیا تکلیف ہو گی۔ فرمایا کہ اگر میرے دستخط ہو گئے تو حکومت ضرور نوٹس لے گی۔ میں نے کہا پھر تو آپ کے دستخط بہت ہی ضروری ہیں، کیونکہ دوسرے حضرات کی تو حکومت کی نظروں میں ایسی اہمیت نہیں ہے۔ آپ دین کے خاطر پہلے بھی بڑی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں میرے اپنے خیال میں تو آپ کو اس پر کوئی تکلیف نہیں ہو گی، اور اگر آپ کے خیال کے مطابق کوئی تکلیف آ بھی گئی تو دین ہی کی وجہ سے ہو گی۔ بہر چند کہ ہم نے کوشش کی مولانا عبدمالک نے بھی بہت اصرار کیا حتیٰ کہ انہوں نے تجویز دی کہ آپ علیحدہ فتویٰ لکھ کر دے دیں، انہوں نے فرمایا کہ بات تو ایک ہی ہوئی تو مولانا مودودی صاحب نے باوجود شدید اصرار کے بھی معذرت اور انکار سے کام لیا، اور دستخط نہ کئے حالانکہ مولانا کی جماعت سے تعلق رکھنے والے اور ان کے تمام موید دین علمانے بھی اس فتویٰ پر تصدیق و تائید کر دی ہے۔

جیسے مولانا محمد چراغ صاحب گوجرانوالہ، مفتی محمد یوسف صاحب اکوڑہ خٹک، حضرت مفتی سیاح الدین کاکاخیل، مولانا گلزار احمد مظاہری مرحومین تمام کے دستخط موجود ہیں، پنجاب کے مشہور شیخ حضرت غلام محی الدین گولڑہ کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ چارپائی پر تشریف فرما ہوئے راقم سامنے بیٹھ کر فتویٰ کے متعلق کچھ عرض کرنے لگا۔ تو بڑے رعب سے ڈانٹ کر حکم دیا کہ کھڑے ہو کر بیان کرو۔ راقم تعمیل حکم کھڑا ہو گیا فتویٰ اور اس کا پس منظر عرض کیا فرمایا کہ میں مفتی نہیں ہوں میں نے کبھی فتویٰ نہیں دیا، میں نے ان کے والد حضرت شیخ مہر علی شاہ مرحوم کا تذکرہ کیا کہ انہوں نے قادیانیوں کے چیلنج قبول کئے اور ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ کو بھی اپنے والد مرحوم کی درخشندہ روایات کو زندہ رکھنا چاہیے جب اصرار کیا تو فرمایا کہ جائیں مسجد میں ہمارے مفتی صاحب بیٹھے ہیں ان سے دستخط اور مہر لگوالیں۔ چنانچہ راقم تعمیل حکم کرتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے دستخط کروائے اور مہر لگوائی، اسی طرح سیال خواجہ قمرالدین مرحوم کی خدمت میں حاضری دی انہیں فتویٰ سنایا فرمایا کہ چل کر مجلس میں آرام سے لکھیں گے، چنانچہ مسجد سے فارغ ہو کر شیخ صاحب اپنی مجلس میں تشریف لے گئے۔ وہاں پاکپتن کے دیوان صاحب خواجہ نواز کے انتظار میں بیٹھے تھے خواجہ صاحب پہلے تو جاتے ہی ان کے قدموں میں گر گئے۔ اور دیر تک پاؤں میں بحالت سجدہ پڑے معذرت کرتے رہے کہ حضور غریب نواز مجھے تو معلوم ہی نہیں ہوا میری گستاخی معاف فرمادیں۔ چنانچہ ان کے حال واحوال لینے کے بعد جب فارغ ہوئے تو میری فائل لے کر پہلے اور حضرات کی تحریریں پڑھیں پھر تین چار سطور میں شیخ بن باز کے فتویٰ کی تائید فرمائی۔ جب لکھ کر فائل میں سپرد کر دی۔ تو دوبارہ یہ کہتے ہوئے واپس لے لی کہ تم دیوبندی علماء غلطیاں بہت نکالتے ہو۔ میں ایک دفعہ پھر دیکھ لوں میں نے عرض کیا کہ غلطی ہو تو نکلتی اگر غلطی ہو ہی نہیں تو کوئی کیسے نکالے چنانچہ فائل واپس لے کر ایک آدھ غلطی کی اصلاح فرمائی۔ لیکن علماء دیوبند کی کرامت دیکھئے کہ اب بھی اس تحریر میں ایک دو غلطیاں باقی ہیں۔ ہاں تحریر دینے سے پہلے میرا امتحان بھی لیا اور آیت **فلما توفیتنی** جو اس باب میں مشکل ترین آیت ہے پر اشکال کیا۔ میں نے جوابات عرض کئے تو خوش ہوئے، راقم نے قادیانیوں کے مزید شبہات بیان کر کے ان کا بھی ازالہ کر دیا تو اور خوش ہوئے اور اسی خوشی میں وہ تحریر کر دی۔ مشرقی پاکستان کا سفر کر کے وہاں کے مختلف صوبوں کے علماء کی تصدیقات حاصل کیں ایسے ہی جب کہیں کوئی بین الاقوامی کانفرنس ہوتی یا مجھے سعودی عرب جانے کا

اتفاق ہوتا تو راقم وہ فائل ہمراہ لے جاتا اور کوئی کسی ملک کا بڑا عالم وہاں آیا ہوا مل جاتا اس سے تصدیق حاصل کر لیتا۔ یہ میری کئی سال کی محنت ہے بڑی تمنا اور خواہش تھی کہ میری زندگی میں یہ فتویٰ مرتب ہو کہ چھپ جائے تاکہ مسلمان اس سے استفادہ کر سکیں، ادارہ کے شعبہ نشر و اشاعت کے کئی ایک ذمہ دار حضرات کو یہ کام سونپا گیا لیکن پایہ تکمیل کو نہ پہنچا۔ آپ پورے تیس سال کے بعد میرے پہلوٹنے بیٹے برخوردار ی عزیزم حافظ مولوی محمد الیاس نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور محنت سے تمام فتویٰ کی ترتیب و تدوین کی ہے، عربی فتاویٰ کا اردو میں ترجمہ بھی کر دیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے صدقات جاریہ میں اسے شامل فرمادیں، اور اللہ کرے کہ یہ میری زندگی ہی میں چھپ جائے تاکہ میں اسے دیکھ سکوں یہ چند حروف پیش لفظ یا احوال واقعی تحریر کر دیئے ہیں۔ نزول مسیح کا یہ مسئلہ اس فتویٰ میں قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے ہر صدی میں اس پر امت کا تواتر چلا آرہا ہے، اس کے لئے میرا علیحدہ رسالہ ''نزول مسیح اور تواتر امت'' چھپا ہوا ہے اس کا مطالعہ بھی مفید ہے اور اسی طرح قادیانی شبہات کا جواب ''الحقائق الاصلیہ فی جواب لمحہ فکریہ'' یعنی حیات مسیح اور بزرگان دین بھی علیحدہ شدہ ہے اس کا مطالعہ بھی مفید ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو گم گشتہ راہ لوگوں کے لئے باعث ہدایت بنائے آمین۔

کتبہ :۔ خاک پائے اکابرین ختم نبوت

سہیل باوا، لندن